درس ترمذی شریف

افادات : حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ العالی

ضبط وترتیب : مولانا مفتی مختار اللہ حقانی

نظامِ اکل وشرب میں شریعت کی رہنمائی

امام ترمذی کی جامع السنن کی کتاب الاطعمہ کی روشنی میں

باب ماجاء فی لحوم الخيل

گھوڑے کے گوشت کے کھانے کا بیان

حدثنا قتيبة و نصر بن على قالا حدثنا سفيان عن عمرو بن دينار عن جابر قال: اطعمنا رسول الله ﷺ لحوم الخيل ونهانا عن الحوم الحمر.

فى الباب عن اسماء بنت ابى بكرؓ قال ابو عيسٰى هذا حديث حسن صحيح وهكذا روى غير و احد عن عمرو بن دينار عن جابر وروى حماد بن زيد عن عمرو بن دينار عن محمد ابن على عن جابر ورویة ابن عيينة اصح و سمعت محمداً يقول سفيان بن غيينة احفظ من حماد بن زيد.

ترجمہ : حضرت قتیبہ اور نصر بن علی فرماتے ہیں کہ ہمیں حضرت سفیان نے روایت کی ہے اور انہوں نے عمرو بن دینار سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے اور وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھلایا اور ہمیں گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔

اس باب میں حضرت اسماء بنت ابی بکرؓ سے بھی روایت مروی ہے امام ترمذی فرماتے ہیں یہ حدیث حسن صحیح اور اسی طرح بہت سارے لوگوں نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے اور حماد بن زید نے عمرو بن دینار سے روایت کی ہے اور انہوں نے محمد بن علی سے اور انہوں نے حضرت جابرؓ سے لیکن ابن عیینہ کی روایت زیادہ صحیح ہے۔ اور میں نے محمد بن اسماعیل البخاری سے سنا ہے کہ سفیان بن عیینہ حماد بن زید سے زیادہ احفظ ہیں۔

الخیل:

لغوی اعتبار سے خیل کا معنی اکڑ کر کے چلنا ہے چونکہ گھوڑا بھی اکڑ کے چلتا ہے اسلئے اس کا نام خیل رکھا گیا ہے۔ اس کے مفہوم میں تکبر بھی موجود ہے جیسے کہ لابس ثوب خیلاء میں۔
امام سیبویہ کے نزدیک یہ اسم جمع ہے جبکہ ابو الحسنؒ اس کو جمع قرار دیتے ہیں۔ یہ ایسا لفظ ہے جس کا کوئی واحد نہیں جیسے قوم اور رھط لیکن بعض نے اس کا مفرد خائل ذکر کیا ہے مگر یہ قول صحیح نہیں۔ بعض علماء مثلاً ابو عبیدہ نے اس کو مونث قرار دے کر اس کی جمع کو خیول ذکر کیا ہے۔ اور تصغیر خییل مروی ہے۔ اس کا ایک نام فرس بھی ہے جس کی جمع افراس آتی ہے۔ یہ لفظ بھی خیل کی طرح اسم جنس کے قبیل ہے جس کا اطلاق گھوڑے اور گھوڑی دونوں پر ہوتا ہے۔ اگر چہ بعض علماء نے گھوڑی کے لئے فرسۃ کا لفظ استعمال کیا ہے لیکن دوسرے علماء نے اس کو غلط قرار دیا ہے۔

گھوڑے پر پہلا سوار :

گھوڑا چونکہ ایک وحشی حیوان ہے اس کو قابو کرنا بہت مشکل ہے عرب کہتے ہیں اس پر سب سے پہلے حضرت اسماعیل علیہ اسلام نے سواری کی ہے۔

عادات وخصائل میں انسان سے مشابہت :

سارے حیوانات میں گھوڑا انسان کے ساتھ زیادہ مشابہت رکھتا ہے۔ جس طرح انسان میں کرم شرافت اور بلند ہمتی ہوتی ہے تو اسی طرح گھوڑے میں بھی یہ تمام فضائل موجود ہیں۔ اسی طرح انسان میں پیار اور محبت کی اعلیٰ صفت موجود ہوتی ہیں تو اسی طرح گھوڑا باوجود غرور اور تکبر کے اپنے مالک سے پیار اور محبت کرتا ہے۔ اس کے علاوہ بعض ماہرین حیوانات نے لکھا ہے کہ گھوڑا انسان کی طرح خواب بھی دیکھتا ہے۔

گھوڑے کی تخلیق :

علامہ دمیریؒ نے تقی الدین السبکی کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ گھوڑے کی تخلیق حضرت آدمؑ سے دودن قبل ہو چکی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو گھوڑی سے قبل پیدا فرمایا ہے اسی طرح عربی گھوڑوں کی تخلیق غیر عربی گھوڑوں سے قبل ہو چکی ہے۔ اور اس پر قرآنی آیات اور احادیث کے علاوہ عقل بھی دلالت کرتی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وخلق لکم مافی الارض جمیعا ثم استوی الی السماء۔ فسوھن سبع سموات (الایۃ)

ترجمہ : اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے پیدا کیا ہے جو کچھ زمین میں ہے سارے کے سارے پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اور سات آسمانوں کو درست کیا۔

آیت مذکورہ کے لفظ میں ہے جو زمین کے ادنیٰ سے ادنیٰ چیز سے لے کر اعلیٰ سے اعلیٰ چیز تک شامل ہے اور گھوڑا بھی زمینی حیوانات میں شامل ہے اور یہ بھی مسلم ہے کہ تخلیق آدمؑ سے زمین اور آسمان کی تخلیق قبل ہو چکی ہے لہذا اس سے معلوم ہوا کہ گھوڑا بھی آپؑ سے قبل پیدا ہو چکا ہے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الله الذی خلق السموات والارض و ما بینهما فی ستة ایام ثم استوی علی العرش (الایة)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے زمین آسمان اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور پھر عرش پر مستوی ہوئے۔

اور ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ولقد خلقنا السموات والارض وما بینهما فی ستة ایام وما مسنا من لغوب (الایۃ)

ترجمہ: اور ہم نے آسمانوں اور زمینوں اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے چھ دنوں میں پیدا کیا اور ہم کو تھکان نے نہیں چھوا۔

یہ دونوں آیات مبارکہ بھی حضرت آدم علیہ السلام سے قبل گھوڑے کی تخلیق پر دلالت کرتی ہیں۔

عقلی دلیل:

اور ویسے بھی جب کسی معزز شخصیت کو مدعو کیا جاتا ہے تو اولاً اسکی شان کے مطابق جملہ ضروریات اور آسائش کی اشیاء تیار کی جاتی ہیں۔ چونکہ حضرت آدمؑ اشرف المخلوقات کے اب (باپ) تھے اور بڑی شخصیت تھی اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کی آسائش کے لئے جملہ اشیاء ارضی جن میں گھوڑا بھی ہے پیدا فرمایا ہے۔

گھوڑے کے گوشت کا حکم:

اس باب میں گھوڑے کے گوشت کے بارے میں بیان ہے کہ اس کا کھانا جائز ہے یا نہیں۔ اور اگر جائز نہیں تو کیوں حرام ہے۔ کیا یہ حرمت لذاتہ ہے یا لغیرہ اور کن وجوہات سے اس میں حرمت آئی ہے۔ تو بعض کہتے ہیں کہ اس کی حرمت کرامت کی وجہ سے ہے۔ اس لئے کہ گھوڑا ایک محترم اور قیمتی شے ہے اور قیمتی اشیاء قابل احترام ہوتی ہیں جن کا برباد کرنا حرام ہے۔

اس کے علاوہ گھوڑا آلہ جہاد ہے ہر دور میں اس کو جہاد کیلئے استعمال کیا گیا ہے اس لئے بھی گھوڑا قابل احترام ہے اور اس کا احترام اور حفاظت کرنا ضروری ہے۔ اگر اس کو ذبح کرنا جائز قرار دیا جائے تو یہ ختم ہو جائے گا۔ اور جہاد کا ایک عمدہ الہ برباد ہو جائے گا۔ اس کی ذات میں نجاست وغیرہ کی وجہ سے حرمت نہیں یہی وجہ ہے کہ گھوڑے کا پسینہ پاک ہے اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو بدن اور کپڑے ناپاک نہیں ہوں گے۔ اسی طرح اس کا

دودھ بھی پاک ہے۔

مگر بعض حضرات کے ہاں اس کی حرمت نجاست کی وجہ سے ہے اس لئے ان کے ہاں اس کا دودھ بھی حرام ہے۔ اور بعض حضرات اسکو مباح سمجھتے ہیں ان کے ہاں اس کا گوشت حلال ہے۔

امام شافعیؒ، حسن بصریؒ، ابراہیم نخعیؒ، علقمہؒ، اسودؒ، امام احمدؒ کے ہاں گھوڑے کا گوشت مباح بلا کراہت ہے۔ جبکہ حنفیہؒ میں سے امام یوسفؒ اور محمدؒ کا مذہب بھی جمہور کے تابع ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا مذہب :

امام ابو حنیفہؒ سے اس بارے میں مختلف روایات مروی ہیں۔

(۱) گھوڑے کا گوشت کھانا حرام ہے۔

(۲) مکروہ تحریمی ہے۔

(۳) مکروہ تنزیھی ہے۔

(۴) یا امام صاحب سے کوئی واضح حکم مروی نہیں۔ البتہ آپؒ سے مختلف دلائل مروی ہیں جن میں بعض بہت قوی تھے اور بعض اس سے کم درجے تو تلامذہ نے ان دلائل کو دیکھ کر یہ احکام اور مختلف اقوال مستنبط کئے۔ جو وہ آپؒ کی طرف منسوب ہو گئے۔ مثلاً امام محمدؒ سے ایک قول مروی ہے، امام ابو یوسفؒ سے دوسرا قول، امام زفرؒ سے تیسرا قول اور سب کی نسبت امام ابو حنیفہؒ کی طرف کی گئی۔

مگر ان مختلف اقوال میں صحیح قول کراہت کا ہے اور کراہت سے مراد کراہت تنزیھی ہے۔ فخر الاسلام اور ابو معین نے اسی کو ترجیح دی ہے۔ اگرچہ علامہ عینیؒ نے قیل کے ساتھ کراہت تحریمی کا قول بھی نقل کیا ہے۔

حرمت والوں کی دلیل

جو حضرات گھوڑے کے گوشت کو حرام کہتے ہیں ان کے ہاں دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

والخیل والبغال والحمیر لترکبوھا وزینة (الایة)

ترجمہ : اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کیا۔

اللہ تعالیٰ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کو ایک ہی لڑی میں پرو کر ذکر کیا ہے۔ تینوں ایک ہی آیت میں ذکر ہیں لہذا ان کا حکم بھی ایک ہونا چاہیے۔ اس لئے کہ قرآن فی اللفظ قرآن فی الحکم کا تقاضہ کرتا ہے۔ چونکہ بغال (خچر) اور حمیر (گدھا) بالاتفاق حرام ہیں تو اسی طرح گھوڑا بھی حرام ہے۔

الجواب

مگر اس کا جواب اصولی فقہ میں ہے کہ یہ ایسا استدلال فاسد ہے۔ علم اصول کی (مبحث الوجوہ الفاسدة

میں اس کی تفاصیل موجود ہیں) اس لئے کہ کسی حکم کا ایک ہی لائن میں آنا اس کا تقاضہ نہیں کرتا کہ حکم بھی اس کا ایک ہو۔ ورنہ شراب، دودھ اور شربت کا ایک ہی حکم ہوگا اور سب حرام ہونگے۔ اس لئے کہ شراب ہے لیکن بالاتفاق سب کا حکم مختلف ہے، شراب حرام ہے جبکہ شربت اور دودھ حلال لہذا ان تینوں کا حکم بھی ایک نہیں۔

حنفیہ کے دلائل

امام ابو حنیفہؒ فرماتے ہیں کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ان کا ذکر بطور امتنان کیا ہے۔

والخيل والبغال والحمير لتر كبوها وزينة (الاية)

اور گھوڑے، خچر اور گدھے اللہ تعالیٰ نے تمہاری سواری اور زینت کے لئے پیدا کئے ہیں۔

تو اللہ تعالیٰ نے انہیں احسان کے طور پر ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر کتنا بڑا احسان کیا کہ تمہارے لئے یہ چیزیں پیدا کیں اور محاورہ ہے کہ

اذا حجد الانسان وجب الامتنان

جب انسان کسی کے احسان کو بھول جائے تو اسے احسان جتلانا واجب ہو جاتا ہے۔

تو گویا انسان جو عموماً اللہ تعالیٰ کے انعامات و احسانات کو بھول کر ناشکری کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ بطور احسان و انعامات جتلانے کے ذکر کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جانور تمہارے لئے پیدا کئے کہ لتر كبوها وزينة کہ تم ان پر سواری کرو اور یہ زینت بھی ہے جو کہ تمہارے شان و شوکت کی نشانی ہے۔ اور اس سے دنیا میں تمہاری شان اور آن بلند ہوگی اگر اس کا کھانا حلال ہوتا تو اللہ تعالیٰ اولاً بطور امتنان لتا كلو ھا اس کے کھانے کا ذکر فرماتے۔ اس لئے کہ بقاء حیات خوراک سے ہے اور پھر دوسرے نمبر پر سواری اور تیسرے نمبر پر زینت کو ذکر فرماتے۔ لیکن جب آپ نے صرف سواری اور زینت کو ذکر فرمایا تو معلوم ہوا کہ یہ اشیاء کھانے کے لئے نہیں۔ ورنہ اہم ترین مقصد تخلیق اکل کو پہلے ضرور ذکر کرتے۔

دوسری دلیل

امام صاحب دوسری دلیل قرآن کریم کی یہ آیت واعدو لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم (الاية)

ترجمہ: اور تیار کرو انکی لڑائی کے واسطے جو کچھ جمع کر سکو قوت سے اور پلے ہوئے گھوڑوں سے کہ اس سے دھاک پڑے اللہ کے دشمنوں پر اور تمہارے دشمنوں پر۔

تو جب گھوڑے پالنا رباط ہے اور یہ دشمن کو ڈرانے کا آلہ ہے۔ تو اس سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے گھوڑے کو اس لئے پیدا کیا کہ تم اس کے ذریعے دشمن اسلام پر دہشت طاری کرو تو بنیادی طور پر گھوڑا جنگ و جہاد

کا آلہ ہو اسکو ذبح کرنا آلات حرب کو ختم کے مترادف ہے جو شرعاً صحیح نہیں۔

تیسری دلیل

تیسری دلیل واعدو لهم ما استعطة ہے اعداد حکم قطعی ہے ٗمگر اس کی کوئی انتہا نہیں نماز کا حکم محدود ہے کہ پانچ نمازیں ٗ زکوۃ کا حکم محدود ہے کہ چالیسواں ہے عشرہ اور خمس ٗ دسواں اور پانچواں ہے اور روزے کا حکم محدود کہ سال میں ایک بار صرف ایک ماہ ٗ حج کا حکم ٗ مقید اور محدود ہے کہ عمر بھر میں ایک بار ہے ٗ مگر یہاں آلات جنگ کی تیاری کا حکم غیر محدود رکھا گیا کہ بندوق ٗ ٹینک ٗ میزائل ٗ توپ ٗ کلاشنکوف ٗ ایٹم بم ٗ خنجر اور گھوڑے تک اس میں شامل ہیں۔ اور مااستطعتم کہہ کہ اسے مطلق استطاعت سے وابستہ کر دیا ہے کہ جتنی بھی طاقت اور بس میں ہو تو پر اسے اختیار کرنا لازمی ہے۔

گھوڑا اب بھی آلہ جہاد ہے :

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آج کل تو گھوڑوں کی ضرورت نہیں اسلئے کہ اس ایٹمی دور میں جنگ جہاز ٗ ٹینک ٗ توپ وغیرہ سے ہوتی ہے اور سواری کے لئے بڑی اور چھوٹی گاڑیاں استعمال ہوتی ہیں گھوڑے کی اب ضرورت نہیں۔ اس لئے اس دور میں اس کا حکم وہ نہیں رہا بلکہ اسکا کھانا حلال ہونا چاہیے۔

الجواب :

مگر جواب یہ ہے کہ یہ غلط بات ہے کہ اس زمانے میں گھوڑوں کی ضرورت نہیں بلکہ گھوڑوں کے بغیر اس دور میں بھی جہاد کرنا آسان نہیں۔ جہاد افغانستان میں بہت سے گھوڑے استعمال ہوئے ہیں۔ بار ی بار ی اسلحہ اس کے ذریعے مورچوں تک پہنچایا جاتا رہا۔ اس لئے کہ وہاں گاڑی وغیرہ نہیں جاسکتی۔ اس طرح گھاٹیوں اور پہاڑوں میں یہی وسیلہ جہاد بنے رہے۔ دنیا بھر سے مہنگے ترین گھوڑے اس جہاد کے لئے درآمد کئے جاتے رہے۔ تو ہر دور میں گھوڑے آلات حرب میں داخل ہیں اس لئے آج بھی اس کا وہی حکم ہوگا جو پہلے تھا۔ اب بھی دنیا بھی کی افواج میں گھوڑوں کو اور اسے جنگی ضرورت کے طور تیار رکھنے پر پرورش جاری ہے۔

مباح کہنے والوں کے دلائل کا جواب

باب کی روایت سے چونکہ جمہور گھوڑے کے گوشت کی اباحت پر استدلال کرتے ہیں مگر اس کا جواب یہ ہے کہ اولاً تو یہ روایت نص قرآنی سے مخالف ہے جو نا قابل احتجاج ہے۔

ثانیاً : یہ روایت خالد بن ولیدؓ کی روایت

ان رسول الله صلی الله علیه وسلم نهی عن اکل لحوم الخیل والبغال والحمیر (الحدیث)

رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے ٗ خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا ہے۔

سے منسوخ ہے اسلئے کہ حضرت خالد بن ولیدؓ غزوہ خیبر کے بعد مسلمان ہوئے۔ اور جواز کی روایت خیبر کے واقعہ سے متعلق ہے۔

ثالثاً :

چونکہ ان دونوں روایات میں تعارض ہے اور جب محرم اور مبیح کے درمیان تعارض آجائے تو ترجیح محرم کو ہوتی ہے لہذا ان دونوں روایات میں بھی ترجیح نہی کی روایت کو ہوگی۔

چوتھی دلیل

ایک جواب یہ بھی ہے کہ ابتداء اسلام میں اس کا گوشت کھایا جاتا تھا مگر بعد میں رسول اللہ ﷺ نے اس کو حرام قرار دیا۔ ابو داؤد اور نسائی وغیرہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گھوڑے، خچر اور گدھے کے گوشت سے منع فرمایا۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سواری اور زینت کے لئے پیدا کیا ہے۔

دریائی گھوڑا

گھوڑے کی دوسری قسم دریائی گھوڑا ہے۔ یہ گھوڑا عموماً دریا میں ہوتا ہے اور بہت تیز تیرتا ہے۔ خشکی پر اس کی آمد بہت کم ہوتی ہے۔ امام شافعیؒ کے نزدیک اس گھوڑے کا کھانا بھی جائز اور حلال ہے۔

احناف کے ہاں اس گھوڑے کا گوشت ناجائز و حرام ہے اس لئے حنفیہ دریائی جانوروں میں مچھلی کے علاوہ سب حیوانات کو حرام قرار دیتے ہیں۔

گھوڑے کے بعض شرعی احکام

گھوڑا چونکہ جنگی آلہ ہے اس لئے اس کو کفار پر فروخت کرنا جائز نہیں اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ذمی لوگ گھوڑے پر سواری نہیں کریں گے۔ اگرچہ بعض علماء کرام نے عربی النسل گھوڑوں پر ذمیوں کو سواری سے منع کیا ہے۔ اور غیر عربی النسل پر سواری کی اجازت دی ہے۔ اسی طرح جمہور علماء کے نزدیک گھوڑوں میں زکوٰۃ نہیں البتہ امام ابو حنیفہؒ کے ہاں صرف گھوڑیوں یا دونوں کے مشترکہ میں زکاۃ واجب ہے اس لئے کہ اس میں وجوب زکوٰۃ یعنی افزائش نسل کا سبب پایا جاتا ہے البتہ صرف گھوڑوں میں چونکہ افزائش نسل نہیں ہو سکتی اور نہ اس کے گوشت کو کھایا جاتا ہے اس لئے اس میں زکوٰۃ واجب نہیں۔

حدیث کے الفاظ اطعمنا کا مطلب یہ ہے کہ ای اجاز ناطعمه

کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں گھوڑے کا گوشت کھانے کی اجازت دی۔

یہ نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس گھوڑوں کو ذبح کر کے اس کو پکایا ہو اور ہمیں کھلایا ہو۔۔

ونهانا عن الحوم الحمر اس کی تفصیل دوسرے باب میں آئے گی۔

وروی حماد بن زید عن عمروبن دینار عن محمد بن علی من جابر

یہاں محمد بن علی سے مراد محمد بن علی بن الحسینؒ بن علیؓ ہے جو امام ابو جعفر باقر سے مشہور ہیں۔ امام نسائی نے فرمایا ہے کہ حماد کی کسی اور نے موافقت نہیں کی۔ مگر اصل بات یہ ہے کہ اس روایت کو دوسرے محدثین نے مختلف طرق سے ذکر کیا ہے جس میں عمرو بن دینار اور حضرت جابرؓ کے درمیان واسطہ مذکور ہے اس لئے بعض علماء کرام نے امام ترمذی کی دعویٰ غرابت (غریب) کو عجیب سمجھا ہے۔

امام بیہقی نے سفیان بن عیینہ کی روایت کو منقطع ہونے کی طرف اشارہ کیا ہے۔ لیکن حق بات یہ ہے کہ عمرو بن کا جابرؓ سے سماع ثابت ہے۔ تو ہو سکتا ہے کہ عمرو بن دینار نے اس روایت کو دونوں طرح سنی ہو یعنی بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔

ورواية ابن عينية اصح الخ امام ترمذیؒ ان الفاظ سے سفیان بن عیینہ کو حماد بن زید کی روایت پر ترجیح دینا چاہتا ہے اور بطور دلیل امام محمد بن اسماعیل البخاری کا قول کہ سفيان بن عينية احفظ من حماد بن زيد کہ ابن عیینہ حماد سے زیادہ حافظ ہے۔ تو جب سفیان کا حافظہ مضبوط ہے تو اس کی روایت بھی زیادہ صحیح ہوگی۔

باب ماجاء فی الفارة تموت فی السمن
چوہا گھی میں گر کر مر جائے اس کا بیان

حدثنا سعيد بن عبدالرحمان وابو عمار قالا : حدثنا سفيان عن الزہری عن عبيدالله عن ابن عباسؓ عن ميمونةؓ ان فارة وقعت فی سمن فمافت فسئل عنها النبی ﷺ فقال القوها وما حولها فكلوه ـ وفى الباب عن ابی ہريرة هذا حديث حسن صحيح

وقد روى هذا الحديث عن الزهری عن عبيدالله عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ سئل ولم يذكر فيه عن ميمونةؓ وحديث ابن عباسؓ عن ميمونةؓ اصح و روى معمر عن الزهری عن سعيد بن المسيب عن ابی ہريرةؓ عن النبی ﷺ نحوه وهذا حديث غير محفوظ سمعت محمد بن اسماعيل يقول: حديث معمر عن الزهری عن سيعد بن المسيب عن ابی ہريرةؓ عن النبی ﷺ فی هذا خطأ والصحيح حديث الزهری عن عبيدالله عن ابن عباسؓ

عن میمونۃؓ

ترجمہ : سعید بن عبدالرحمان اور ابو عمار فرماتے ہیں کہ ہمیں سفیان نے زہری سے روایت کی اور انہوں نے عبید اللہ سے اور انہوں نے عبداللہ بن عباسؓ سے اور انہوں نے حضرت میمونہؓ سے اور وہ فرماتی ہیں کہ ایک چوہا گھی کے اندر گر کر مر گیا تو رسول اللہ ﷺ سے اس کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس کے ارد گرد کے گھی کو گرادو اور پھر اس کو کھاؤ۔

اس باب میں حضرت ابو ہریرہؓ سے بھی روایت مروی اور یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

اور اس حدیث کو زهری عن عبیدالله عن ابن عباس ان النبی ﷺ سئل کی سند کے ساتھ روایت کی گئی اور اس میں میمونہؓ کا واسطہ ذکر نہیں ہے جبکہ حضرت عبداللہ بن عباس کی روایت ابن عباسؓ حضرت میمونہؓ کے واسطے سے زیادہ صحیح ہے۔ اور معمر نے زہری سے اور انہوں نے سعید بن میبّب سے اور انہوں نے حضرت ابو ہریرہؓ سے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ سے اسی طرح روایت کی ہے۔ لیکن یہ حدیث محفوظ نہیں۔

امام ترمذی فرماتے ہیں کہ میں نے محمد بن اسماعیل البخاری سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ

حدیث معمر عن الزهری عن سعید بن المسیب عن ابی هریرة عن النبی ﷺ میں غلطی (خطا) ہے اور صحیح روایت زهری عن عبیدالله عن ابن عباسؓ عن میمونةؓ ہے۔

الفارة:

چوہے کو کہا جاتا ہے اس کی جمع فار ہے۔ علماء حیوانات نے اس کی کنیت ام خراب یا ام راشد ذکر کی ہے۔ چوہوں کی بے شمار قسمیں ہیں۔ ان میں بعض چوہے گھروں میں رہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے جملہ چوہوں کو فواسق قرار دے کر انکے قتل کو ارض حل اور ارض حرام دونوں مقامات میں حلال قرار دیا ہے۔

فوسیقة کی وجہ تسمیہ

رسول اللہ ﷺ نے اس کو فوسیقه بھی کہا ہے۔ حدیث ترمذی ہے فان الفویسقة تضرم علی الناس بیوتهم کہ رات کو سونے سے پہلے آگ اور تیل کی بتی وغیرہ بجھادیا کرو ورنہ چوہا آگ لگادیتا ہے۔ یہ لفظ فسقت الرطبة سے ہے کہ پکی ہوئی کھجور جب بہت پک کر اپنے چھلکے سے باہر آجائے گویا فسق میں حد سے تجاوز اور حدود کو پھلانگنا ہوتا ہے اس وجہ سے ایسے شخص کو فاسق کہتے ہیں۔

(۱) امام طحاویؒ نے یزید بن ابی نعیم کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ انہوں نے ابو سعید الخدریؓ سے دریافت کیا کہ چوہوں کو فوسیقه کیوں کہا جاتا ہے تو آپؓ نے فرمایا کہ ایک رات یہ چوہا رسول اللہ ﷺ

کے گھر کو آگ لگانے کیلئے چراغ کی بتی اٹھا کر لارہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نیند سے بیدار ہوئے تو دیکھ کر اس کو مار ڈالا۔ اور ہر ایک کیلئے اس کو قتل کرنا مباح ہے اور جائز قرار دیا۔ اس قسم کی روایات ابوداؤد اور دیگر کتب حدیث میں بھی مروی ہیں۔

(۲) چوہوں نے حضرت نوحؑ کی کشتی کی رسی کاٹ دی تھی۔

(۳) انکے بارے میں مشہور ہے کہ چوہا جس قسم کا بھی ہو وہ کسی کو بھی معاف نہیں کرتا اور ہر چیز کو ختم کر دیتا ہے۔ اگر کتب خانے میں ایک چوہا داخل ہو جائے تو کتابوں کا ستیاناس کر دیتا ہے میرا شناختی کارڈ جو ۲۵، ۳۰ سال قبل بنایا گیا تھا کل میں نے اچانک دیکھا کہ چوہوں نے اسکا ستیاناس کر رکھا ہے آدھے سے زیادہ کھایا گیا ملا۔

بنی اسرائیل پر عذاب

روایات میں آیا ہے کہ بنی اسرائیل میں سے بعض لوگ عذاب الٰہی کی وجہ سے چوہے بن چکے تھے ان کے چہرے چوہوں جیسے ہو چکے تھے ان کی علامت یہ تھی کہ جب انکے سامنے اونٹنی کا دودھ رکھا جاتا تھا تو اسکو نہیں پیتے تھے اور اگر دیگر حیوانات کا دودھ ہوتا تو پی جاتے تھے، اسلئے کہ بنی اسرائیل پر اونٹ کا گوشت حرام تھا۔ اسی بناء پر وہ اسکا دودھ بھی استعمال نہیں کرتے تھے۔

چوہے کا جھوٹا اور نسیان

علماء امت نے لکھا ہے کہ چوہے کا جھوٹا استعمال کرنا نسیان کا سبب ہے۔ اس لئے علماء نے اس کو مکروہ کہا ہے لیکن اس کے باوجود بھی اس موذی جانور میں بھی اللہ تعالیٰ نے بعض کمالات رکھے ہیں اور کئی امراض کے لئے اس میں شفا رکھی ہے۔

چوہے کے طبی فوائد

حیوانات کے خواص معلوم کرنے کیلئے علامہ دمیریؒ کی کتاب حیات الحیوان ایک معلوماتی کتاب ہے۔ انہوں نے چوہوں کے بارے میں کئی ٹوٹکے اور کئی فائدے بھی لکھے ہیں۔

تو امام ترمذیؒ اس باب میں ایسے کھانے پینے کی اشیاء کا حکم بیان فرماتے ہیں کہ ان میں کوئی گندی اور نجس چیز گر جائے تو اسکا کیا حکم ہوگا۔

ماکولات کی اقسام

عموماً کھانے پینے کی اشیاء کی دو قسمیں ہوتی ہیں۔

(۱) مائع : یعنی جو چیز سائل ہو خود بخود بہتی ہو جیسے شربت، شوربا وغیرہ یعنی سیلان والی چیزیں۔

(۲) جامد : یعنی خود بخود بہتی نہ ہو اس میں سیلان کا مادہ موجود نہ ہو جیسے، گھی شہد وغیرہ۔ جب منجمد ہو

اس لئے کہ ان اشیاء میں جمود کے ساتھ سیلان کا مادہ موجود ہے۔

تو ایسی اشیاء میں جب کوئی نجس چیز گر جائے یا اس میں کوئی جانور مر جائے تو ایسی اشیاء کا کیا حکم ہے ؟ کیا یہ سارے کا سارا پلید ہوا ؟ یا صرف اس گندگی کے ساتھ منسلک جگہ ناپاک اور نجس ہوئی ہے ؟

تو مسئلہ یہ ہے کہ جس چیز میں گندگی گری ہو اس کا ناپاک یا پاک ہونا اسکی ذات پر موقوف ہے۔ اگر وہ چیز جامد ہو تو وہ سارے کا سارا پلید نہیں ہوگا صرف وہ جگہ اور اسکے گردونواح نجس ہو جائے گا۔ جس میں نجس چیز گری ہو' اس نجس چیز کو نکالنے کے بعد اسکے گردونواح اور اطراف سے جامد چیز نکال لی جائے تو باقی طعام پاک ہوگا۔ اور اگر وہ مائع ہو تو سارے کا سارا پلید ہو جائے گا۔ جیسے کنواں پلید ہو جاتا ہے۔

امام ابو حنیفہؒ کا یہی مذہب ہے اور باب کی روایت سے امام ابو حنیفہؒ کے مذہب کی تائید ہوتی ہے۔

پاک کرنے کا طریقہ

البتہ علماء کرام نے لکھا ہے کہ اگر چوہے وغیرہ کے گرنے سے مائع چیز ناپاک ہو جائے گی مگر اس کے پاک کرنے کا ایک طریقہ موجود ہے وہ یہ کہ اس مائع چیز کی مقدار کے برابر اس میں پاک پانی ڈالا جائے اور پھر اس کو آگ پر ابالا جائے یہاں تک کہ پانی خشک ہو جائے اور اتنی چیز باقی رہے جتنی تھی۔ ایسا عمل تین مرتبہ کر لیا جائے۔ تو وہ مائع چیز پاک ہو جائے گی مثلاً ایک ٹین گھی یا تیل کے اندر چوہا گر کر مر گیا تو ایک ٹین کے ساتھ ایک ٹین پانی ملا کر خوب ابالا جائے حتی کہ ایک ٹین تیل باقی رہ جائے اور پانی بھاپ بن کر اڑ جائے۔ تو یہ تیل یا گھی پاک ہو جائے گا۔

ان فارة وقعت فی السمن فمانت: فقال القوها و ماحولها فکلوه

لہذا اگر گھی کے ٹین میں چوہا گر کر مر جائے اور وہ گھی جامد ہو تو جامد ہونے کی وجہ سے گرنے والی نجس کے اجزاء نے اس میں سرایت نہیں کی اس کے اجزاء سارے گھی میں نہیں پھیلے ہیں اسلئے اس ٹین سے چوہے کو نکالنے کے بعد اس کے ارد گرد گھی ہٹا دیا جائے تو باقی گھی پاک رہے گا۔

نجس اشیاء سے انتفاع

مگر جہاں روایات میں ممانعت کھانے سے ہے دوسرے فوائد سے نہیں' اس لئے اس گھی کو دیگر جگہوں میں مثلاً کشتی کو تیل دینے وغیرہ میں استعمال کرنا جائز ہے۔ اسی وجہ سے فقہا کرام نے نجس چیز کی بیع کو جائز قرار دیا ہے۔

ممانعت والی روایت کا جواب

لیکن جہاں رسول اللہ نے فرمایا کہ اسکے قریب بھی نہ جاؤ تو وہاں بھی کھانا مراد ہے۔ انتفاع مراد نہیں۔

مذہب حنفیہ کی تائید

اسی طرح امام ابو حنیفہؒ کا مذہب یہ ہے کہ کسی چیز کے ناپاک ہونے کے لئے تغیر احد اوصاف ضروری نہیں اور نہ کثرت ضروری ہے نفس وقوع نجاست سے وہ چیز ناپاک ہو جاتی ہے۔ چاہے وہ چیز قلیل ہو یا کثیر ہو شراح حدیث نے لکھا ہے کہ یہ روایت امام ابو حنیفہؒ کی رائے اور فتوے کی مؤید ہے۔ اس لئے کہ روایت سے صاف ظاہر ہے کہ چوہے کے گرنے سے نہ گھی کے رنگ میں کوئی تغیر واقع ہوا ہے اور نہ اس کی بو اور مزہ متاثر ہوا ہے مگر اس کے باوجود رسول اللہ ﷺ اس گھی کو نجس قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ تغیر اوصاف ضروری اور لازمی ہوتا تو آپؐ اس کو ناپاک نہ قرار دیتے۔

وقدروی هذا الحديث عن الزهری عن عبيد الله عن ابن عباسؓ ان النبی ﷺ ولم يذكرفيه عن ميمونةؓ وحديث ابن عباسؓ عن ميمونةؓ اصح اس امام ترمذیؒ حضرت میمونہؓ کے واسطہ والی روایت کو غیر واسطے والی روایت پر ترجیح دیتے ہیں

علامہ ذہلیؒ نے ان دونوں روایات کے بارے میں کہا ہے کہ بان الطريقين صحيان کہ دونوں طرح یہ روایت صحیح ہے چاہیے اس میں میمونہؓ کا واسطہ ہو یا نہ ہو۔

حديث معمر عن الزهری عن سيعد بن المسيب عن ابی هريرة عن النبی ﷺ فی هذا خطأ والصحيح حديث الزهری عن عبيدالله عن ابن عباس عن ميمونةؓ۔

امام ترمذی نے معمر عن زهری .... عن ابی هريرة کی روایت کو غلط قرار دیتے ہیں کہ یہ حدیث محفوظ نہیں اور دلیل میں امام بخاری کا قول پیش کیا ہے۔

مگر حافظ ابن حجرؒ نے لکھا ہے کہ معمر کی سعید بن المسیب سے روایت کرنے کا اصل موجود ہے اس لئے نسائی وغیرہ نے معمر عن سعید بن المسیب قال بلغنا ان النبی ﷺ الخ کی سند سے روایت کی ہے اور جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ سفیان نے معمر سے حضرت میمونہؓ کی سند کے سوا کی اور سند سے روایت نہیں کی۔ تو یہ اس بات پر دلالت نہیں کرتا ہے کہ ان کے پاس اس کی کوئی دوسری سند نہ ہو۔